# زیورات پر زکوۃ سے متعلق فقہاء کے اقوال کا تجزیاتی مطالعہ

# Analytical study of the sayings of jurists regarding zakat on jewelry

**Muhammad Shafiq**
PhD Scholar, Univeresity Of Lahore, Lahore
m.shafeeq78692@gmail.com
**Dr Muhammad Nawaz Al Hassani**
Pro. Department Of Islamic Studies, Univeresity Of Lahore, Lahore

## ABSTRACT

Zakat is one that of the basic and important pillars of Islam and is the part of economic system of Islam which is why Jurists, Scholars, Commentators, and experts have discussed in detail all aspects of it. The issues of Zakat which have been discussed in detail by these gentlemen Zakat on Jewellery is one of these problems. As with other issues of Zakat there is a difference of opinion between the jurists of Ahnaf and the view of Ibn-e-Hazm is that Zakat is obligatory on gold and silver jewellery while some of the companions, Jurists of Malkiya, Shuafa and Hanaballah's view are that Zakat is not obligatory on gold and silver jewellery. The following is a link to a series of articles in stance of Islamic Scholars regarding the obligations of Zakat and non-compulsion on gold and silver jewellery will be presented, and a critical review of the arguments presented by them later. Taking into account the Rajah stand will be presented as a discussion.

**Keywords**: Jewellery, Zakat, Jurists, arguments.

اسلام نے مسلم معاشرہ کے غریب اور نادار طبقہ کی معاشی حالت کو بہتر بنانے اور مسلم معاشرہ میں دولت کی سرکولیشن کو جاری رکھنے کے لیے زکوۃ کا نظام قائم فرمایا ہے۔زکوۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جس کا تعلق اسلام کے معاشی نظام سے ہے۔علمائے اسلام شروع سے ہی جن مسائل کو موضوع بحث بنایا ہے زیورات پر زکوۃ ان مسائل میں سے ایک ہے۔دیگر مسائل کی طرح زیورات پر زکوۃ کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے چنانچہ جمہور صحابہ کرام،فقہائے احناف اور ابن حزم وغیر ہم کا موقف یہ ہے کہ سونے و چاندی کے زیورات پر زکوۃ فرض ہے جبکہ بعض صحابہ کرام ،مالکی،شافعی اور حنبلی فقہاء کا موقف یہ ہے کہ سونے و چاندی کے زیورات پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔زیر نظر تحریر اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں سونا و چاندی کے زیورات پر زکوۃ کے متعلق فقہاء کی آراء مع دلائل پیش کی جائیں گی اور بعد میں زیورات پر وجوب زکوۃ کے قائلین کے دلائل کا ناقدانہ جائزہ لیتے ہوئے راجح موقف کو حاصل بحث کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

لفظ زیور اپنی اصل کے اعتبار سے فارسی زبان کے لفظ "زیب آور" کا مخفف ہے جو اردو میں "گہنا پاتا" کا معنی دیتا ہے اور عربی میں اس کے لیے "حلیۃ" کا لفظ مستعمل ہے جو "عورت کا زیور پہننا، عورت کا بننا سورنا اور زیب وزینت اختیار کرنا[1]" جیسے متعدد معانی کے لیے مستعمل ہے جبکہ ابن منظور افریقی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں زیور کی اصطلاحی تعریف بیان کی ہے:۔

"الحلي: ما تزين به من مصوغ المعدنيات أو الحجارة".[2]

معدنیات یا پتھروں سے بنائی گئی ایسی چیزوں کو زیور کہتے ہیں جن کے ذریعے زینت حاصل کی جاتی ہے۔

محمود عبد الرحمن لکھتے ہیں:۔

"الحلى:ما تتحلى به المرأة من جلجل وسوار، وتتزين به من ذهب أو فضة أو غيرذالک".[3]

بالیاں اور کنگن وغیرہ جس کو عورت پہنتی ہے زیور ہے اور سونا وچاندی وغیرہ جس کے ذریعے زینت حاصل کی جائے زیور ہے۔

سطور بالا میں لفظ "حلیۃ" کا بیان کردہ معنی قرآن وحدیث، عرب شاعری اور محاورات عرب میں کثرت سے مستعمل ہے۔

لفظ زیور کی طرح لفظ زکوۃ بھی متعدد معانی کے لیے آتا ہے مثلاً "بڑھنا، برکت دینا، پاک ہونا، پاک کرنا"[4]، وغیرہ۔اسی طرح اُس مال پر بھی لفظ زکوۃ کا اطلاق کیا جاتا ہے جو بغرض زکوۃ نکالا گیا ہو۔اس نکالے جانے والے حصے کو زکوۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اِس سے اُس مال میں زیادتی اور اضافہ ہو جاتا ہے جس سے یہ حصہ نکالا گیا ہو۔حقیقت بھی یہی ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے پاکی اور افزائش صرف مال تک محدود نہیں رہتی بلکہ زکوۃ دینے والے کا نفس بھی پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:۔

---

(1)ابن منظور ،افريقى ، محمد بن مكرم بن على ،(1414ھ)لسان العرب،دار صادر،بيروت-ج14،ص194-

(2)ايضا-

(3)محمود،عبد الرحمن،معجم المصطلحات و الالفاظ الفقهية،دار الفضيلة-ج1،ص593-

(4)لسان العرب، ج14،ص194-

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُ هُمْ وَتُزَكِّيهم بها﴾-[1]

(اے پیارے نبی ﷺ) آپ ان کے مالوں سے زکوۃ لیجیے جس کے ذریعہ آپ انہیں پاک کریں گے اور ان کے باطن کو صاف کریں گے۔

علامہ البابرتی نے زکوۃ کا شرعی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"الزکوة:اسْمٌ لِفِعْلِ أَدَاءِ حَقٍّ يَجِبُ لِلْمَالِ يعتبر فی وجوبه الحول و النصاب"-[2]

مال پر واجب حق کی ادائیگی کا نام زکوۃ ہے اور اس کے وجوب میں حولان حول اور نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔

علامہ الدسوقی، المالکی نے زکوۃ کی شرعی اور اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"الزکوة:اخراج جزء مخصوص من مال بلغ نصاباً، لمستحقه، إن تم الملک، وحول، غير معدن وحرث".[3]

زکوۃ: معدن اور کھیتی کی پیداوار سے حاصل ہونے والے مال کے علاوہ، نصاب کی مقدار کو پہنچنے والے مال سے، مالک نصاب کا کسی مستحق کے لیے مال کی مخصوص جز کا نکالنا زکوۃ کہلاتا ہے، بشرطیکہ نکالنے والے کو مال پر ملکیت تامہ حاصل ہو اور اس پر سال گزر چکا ہو۔

مراقی الفلاح میں علامہ الشرنبلالی، الحنفی نے زکوۃ کی شرعی تعریف کرتے ہوئے کہا:۔

"**هي** تمليک مال مخصوص لشخص مخصوص فرضت على حر مسلم مكلف مالک لنصاب من نقد ولو تبرا أو حليا أو آنية أو ما يساوى قيمته من عروض تجارة فارغ عن الدين وعن حاجته الأصلية ولو تقديرا.[4]

(1)التوبة:103-

(2)البابرتی، محمد بن محمد بن محمود، أکمل الدين ،العناية شرح الهداية،دارالفکر-ج2،ص153-

(3)الدسوقی، محمد بن أحمد بن عرفة ،حاشية الدسوقی على الشرح الكبير،دار الفکر-ج1،ص430-

(4)الشرنبلالی،حسن بن عمار بن علی،المصری، الحنفی،مراقی الفلاح شرح نور الايضاح،المكتبة العصرية- ص271-

یعنی: آزاد، مسلمان، مالک نصاب کا، مخصوص شخص کو اپنے مخصوص مال کا مالک بنانا زکوۃ کہلاتا ہے، چاہے وہ مال زر نقد ہو یا سونے وغیرہ کی ڈلی ہو، زیور یا برتن کی شکل میں ہو یا سامان تجارت ہو۔ اور جس مال سے زکوۃ دی گئی وہ مال قرض اور حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔

سطور بالا میں ذکر کیے گئے زکوۃ معانی کو اگر آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تو یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ:۔

آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان مرد وعورت کا معدنی اور زرعی پیداوار کے علاوہ، نصاب کی مقدار کو پہنچنے والے مال میں سے مخصوص حصہ نکال کر کسی مستحق زکوۃ کو دے کر مالک بنادینا زکوۃ کہلاتا ہے۔ چاہے وہ مال زر نقد کی صورت میں ہو یا سونے وچاندی کے زیورات کی صورت میں ہو یا سونے وچاندی کے برتن کی صورت میں ہو یا وہ مال سامان تجارت کی صورت میں ہو۔

## سونے وچاندی کے زیورات پر فرضیت زکوۃ فقہائے اسلام کا موقف:

مرد وعورت کے قبضہ وملکیت میں موجود سونے وچاندی کے زیورات اگر شرعی نصاب کی مقدار کو پہنچتے ہوں یا اس کے پاس موجود دوسرے مال سے مل کر شرعی نصاب کو پہنچ جاتے ہوں تو ان زیورات پر زکوۃ کی فرضیت کے بارے میں فقہائے احناف اور ابن حزم وغیر ہم کا موقف یہ ہے کہ سونے وچاندی کے زیورات پر ہر سال چالیسواں حصہ زکوۃ دینا لازم ہے۔[1] جبکہ مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ زیورات پر بالکل زکوۃ فرض نہیں ہے چاہے ان زیورات کی مالیت کتنی ہی زیادہ ہو۔[2]

## فرضیت زکوۃ کے قائلین فقہاء کے دلائل:

علمائے اسلام میں سے وہ فقہاء جو سونے وچاندی کے زیورات پر فرضیت زکوۃ کے قائل ہیں وہ فقہاء زکوۃ کے بارے میں قرآن پاک میں موجود آیات کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے ایک دلیل تو یہ دیتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں بتیس (32) مقام پر واضح طور پر زکوۃ کا ذکر فرمایا ہے جس میں زکوۃ دینے والوں کی تعریف وتوصیف اور زکوۃ نہ دینے والوں کی مذمت اور عذاب کی وعید سنائی ہے اور قرآن مجید میں زکوۃ کے بارے میں وارد تمام آیات ہر قسم کے مال پر زکوۃ کی فرضیت کے بارے میں عام اور مطلق ہیں اور ان آیات کی کسی دوسری آیت یا حدیث سے تخصیص اور تقیید نہیں کی گئی اور دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ شارع علیہ السلام نے حاجت اصلیہ سے زائد نصاب کی مقدار کو پہنچنے

(1)ابن حزم ، علي بن أحمد بن سعيد،الأندلسي ،القرطبي ،الظاهري، المحلى بالآثار، دار الفكر،بيروت-ج4،ص184-

(2)ایضا-

والے ہر قسم کے مال پر زکوۃ فرض فرمائی ہے اور سونے وچاندی کے زیورات بھی دیگر اموال کی طرح مال ہی ہیں لھذا ایسے زیورات پر زکوۃ فرض ہے جو نصاب کی شرعی مقدار کو پہنچتے ہوں۔ان حضرات نے مندرجہ ذیل آیات کو بطور دلیل پیش کیاہے ارشاد باری تعالی ہے:۔

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(1)

ترجمہ:"پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے"۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:۔

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ-يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾(2)

سونے وچاندی کے زیورات پر زکوۃ کے قائلین فقہاء نے مندرجہ بالا آیات سے استدلال کرتے ہوئے یہ موقف اپنایاہے کہ زکوۃ کی فرضیت کے حوالہ سے مندرجہ بالا آیات مطلق اور عام ہیں اور ہر قسم کے مال کو شامل ہیں اور زیورات بھی دیگر اموال نامیہ کی طرح مال ہی ہیں لھذا زیورات پر زکوۃ لازم ہے۔(3)

## زیورات پر فرضیت زکوۃ کے قائل فقہاء کے احادیث سے دلائل:

سونے وچاندی کے زیورات پر فرضیت زکوۃ کے قائل فقہاء کی دوسری دلیل رسول ﷺ کی احادیث ہیں۔ چنانچہ ان حضرات نے صحیح بخاری سمیت دیگر کتب احادیث میں موجود احادیث سے استدلال کیاہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:۔

"وفی الرقة ربع العشر-----و لیس فیما دون خمس أواق صدقة"۔(4)

---

(1)التوبة:5.

(2)ایضا:34-35-

(3)المحلی بالآثار-ج4،ص184-العینی، محمود بن أحمد بن موسی،بدرالدین،(1420ھ) البنایة شرح الهدایة،دار الکتب العلمیة،بیروت،لبنان-ج3، ص377

(4)بخاری،محمدبن عبدالله ،الجامع الصحیح، دار طوق النجاة ج2،ص118-حدیث:1454-1405-

ترجمہ: "چاندی میں چالیسواں حصہ زکوۃ فرض ہے۔۔اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوۃ فرض نہیں ہے"۔

بقول امام النووی یہ حدیث عام ہے۔[1]

سونے وچاندی کے زیورات پر فرضیت زکوۃ کے قائلین نے مذکورہ بالا حدیث کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے موقف کے ثبوت میں مندرجہ ذیل احادیث کو بھی بطور خاص کی ہیں۔

"عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن امرأة أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعها ابنة لها وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب فقال لها: أتعطين زكاة هذا قالت: لا قال: ايسرك أن يسورك الله بهما يوم القيامة سوارين من نار. قال: فخلعتهما فألقتهما إلى النبي صلى الله عليه وسلم وقالت: هما لله عز وجل ولرسوله".[2]

"حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم اللہ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس نے سونے کے دو موٹے، موٹے کنگن پہن رکھے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو، اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش ہوگی کہ قیامت کے دن اللہ تعالی ان کی بجائے اسے آگ کے کنگن پہنائے، آپ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان سن کر اس عورت نے وہ کنگن اتار کر نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں"۔

"ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سونے کے زیورات پہنتی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ بھی کنز (خزانہ) ہیں؟۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مال زکوۃ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس مال کی زکوۃ ادا کر دی جائے تو وہ کنز نہیں ہوتا"۔[3]

حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ قال:فی الحلی زکاۃ"۔[1]

---

(1)النووی،يحيى بن شرف،ابو زكريا،محيي الدين(1392ء)،المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج،بيروت،دارإحياء التراث العربي،70/7-

(2)سجستانی ،سلیمان بن اشعث ،ابوداؤد، سنن ،المكتبة العصرية، صيدا،بيروت ،95/2،رقم الحديث:1563-

(3)ایضا، ج2،ص95-حدیث:1564-

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیور میں زکوۃ ہے"۔

"اسی طرح حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور میری خالہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تم دونوں ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟(کہتی ہیں)ہم نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں ہے کہ اللہ تم دونوں کو آگ کے کنگن پہنادے! تم دونوں ان کی زکوۃ ادا کیا کرو"۔[2]

## زیورات پر فرضیت زکوۃ کے قائل فقہاء کے آثار سے دلائل:

زیورات پر فرضیت زکوۃ کے قائلین فقہاء کی تیسری دلیل صحابہ اور تابعین آثار ہیں۔۔ان حضرات اپنے موقف کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل آثار واقوال سے استدلال کیا ہے۔

"عن عائشة قالت لا بأس بلبس الحلى إذا أعطى زكاتة".[3]

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب زیور کی زکوۃ دے دی جائے تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

بیہقی شریف میں ہے کہ:۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے اپنے کچھ زیورات کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ دوسو درہم پر زکوۃ فرض ہے،آپ کی بیوی نے کہا کہ کیا میرے پاس جو میرے بھتیجے ہیں انھیں دے دوں؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا ہاں ان کو دے دو"۔[4]

اسی طرح ائمہ و مجتہدین میں سے امام ابو حنیفہ،امام محمد، قاضی ابو یوسف،امام اوزاعی، حسن بن حیی اور اصحاب الظواہر میں سے ابن حزم اور ان کے متبعین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سونے و چاندی کے زیورات پر زکوۃ کی ادائیگی فرض

---

(1)الدارقطني، علي بن عمر بن أحمد،ابو الحسن (1424ھ)سنن ، مؤسسة الرسالة، بيروت ، لبنان، ج2ص499-حديث:1954-
(2)الشيبانى ، أحمد بن محمد بن حنبل(1421ھ)مسند، مؤسسة الرسالة،باب حديث اسماء بنت يزيد-حديث:27614-
(3)سنن الدارقطنى، ج2،ص500-حديث:1956-
(4)البيهقي ، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى(1424ھ)السنن الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنات ، ج2 ، ص234 - حديث:7546-

ہے جبکہ امام شافعی کے اس بارے میں دو قول ہیں۔امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ سونے و چاندی زیورات پر زکوۃ فرض ہے اور یہی امام شافعی کا راجح قول ہے۔[1]

اسی طرح عصر حاضر کے محققین اور مفتیان میں سے ایک معروف نام مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی صاحب کا ہے ان کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ سونے و چاندی کے زیورات پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہے۔چنانچہ منہاج الفتاوی میں ہے:۔

"جب یہ بات واضح ہوگئی تو جس شخص کے پاس نصاب کے برابر سونا یا چاندی موجود ہے،خواہ ڈلی کی صورت میں ،خواہ زیورات کی صورت میں ،خواہ برتن وغیرہ کی صورت میں ، یا اس کی مالیت کے برابر کرنسی نوٹ یا اس کے مساوی مالی تجارت،ان سب پر سال گزرنے کے بعد مقررہ شرح کے مطابق زکوۃ فرض ہے۔خواہ زیورات پہنے یا نہ پہنے۔گھر میں رکھے یا لاکر زمیں۔ملکیت شرط ہے۔جب بھی مالک نصاب ہوگا،زکوۃ فرض ہوگی"۔[2]

## زیورات پر عدم فرضیت زکوۃ کے قائل فقہاء کے دلائل:

سونے اور چاندی کے زیورات پر عدم فرضیت زکوۃ کے قائل فقہاء نے اپنا متدل صحابہ کرام اور تابعین کے آثار کو بنایا ہے اور یہ حضرات اس مسئلہ میں قرآن و سنت سے دلائل دینے کی بجائے صرف آثار صحابہ اور آثار تابعین سے استدلال کرتے ہیں اور اپنے موقف کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل آثار پیش کرتے ہیں۔

"عبدالرحمن بن قاسم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یتیم بھتیجیاں ان کے زیر پرورش تھیں آپ ان کے زیورات کی زکوۃ نہیں دیا کرتی تھیں"۔[3]

اسی طرح حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنی بیٹیوں اور باندیوں کو زیورات پہناتے تھے مگر ان کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے"۔[4]

اسی طرح "حضرت علی بن سلیم نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے زیورات کی زکوۃ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا زیورات میں زکوۃ نہیں ہے"[5]

---

(1)ایضا۔

(2)ہزاروی،عبدالقیوم خان،مفتی،منہاج الفتاوی،منہاج القرآن پبلیکیشنز،ماڈل ٹاؤن لاہور،ج2،ص461۔

(3)مالك بن أنس، الأصبحي، المدني(1406ھ)مؤطا،باب مالا زكوة فيه من الحلية،ج1،ص250-حديث:10-

(4)السنن الدارقطنی،ج2،ص504-حدیث:1967-

(5)سنن الدارقطنی ،ج2،ص503-حدیث:1965-

اسی طرح "حضرت عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سنا کہ ایک آدمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے زیورات پر زکوۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیورات میں زکوۃ نہیں ہے تو اس نے کہا اگرچہ زیورات ایک ہزار دینار کے وزن کو پہنچ جائیں تو آپ نے فرمایا یہ تو بہت زیادہ ہے اور ایک روایت میں ہے انھوں نے کہا کہ انھیں عاریتا دیا جائے اور پہن لیا جائے"(1)

## سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب زیورات پر زکوۃ کی ادائیگی لازم ہے تو پھر رسول کریم ﷺ نے زیورات پر زکوۃ کی مقدار کو کیوں متعین نہیں فرمایا جیسا کہ آپ ﷺ نے دیگر اموال زکوۃ مثلاً گائے، اونٹ وغیرہ پر زکوۃ کی مقدار کو متعین فرمایا میرے خیال میں یہی وہ سوال ہے جو فقہاء کے درمیان اختلاف کی وجہ بنا۔

## جواب

میرے نزدیک اس سوال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں زیورات عام طور پر سونے اور چاندی سے بنائے جاتے تھے اور یہ دونوں ایسی عمدہ اور شاندار دھاتیں ہیں کہ چاہے ان کے سکے یعنی درہم و دینار بنا لیے جائیں یا ان کو زیور کی شکل دے دی جائے یا ان کو اصلی حالت یعنی ڈلی کی صورت میں رکھا جائے ہر حال میں ان دھاتوں کی مالیت و ثمنیت قائم رہتی ہے۔ زیور یا کسی دوسری چیز میں تبدیل ہونے کی وجہ سے ان کی قیمت میں کوئی خاص کمی اور زیادتی نہیں ہوتی جبکہ دیگر اشیاء کو کسی دوسری صورت میں تبدیل کیا جائے تو اس کی قیمت اور ثمنیت میں فرق آجاتا ہے جیسا کہ زندہ اونٹ کی قیمت اور ہوتی ہے اور اسی اونٹ کو جب ذبح کر کے گوشت بنالیا جائے تو اس کی قیمت مختلف ہو جاتی ہے لھذا جب نبی کریم ﷺ نے مختلف اموال پر زکوۃ کی مقدار کو متعین فرمایا تو دیگر اموال زکوۃ کی طرح آپ ﷺ نے سونے و چاندی پر بھی زکوۃ کی مقدار متعین فرمادی چونکہ ان دونوں دھاتوں کے زیورات میں تبدیل ہونے کے باوجود ان کی مالیت و ثمنیت وہی رہتی ہے جو سونے و چاندی کے سکوں کی ہوتی ہے، تو علیحدہ سے زیورات پر زکوۃ کی مقدار متعین کرنے کی ضرورت نہ رہی اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے زیورات پر زکوۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا لیکن ان پر زکوۃ کی مقدار کا تعین نہیں فرمایا لھذا جب کسی کے پاس سونے و چاندی کے زیورات شرعی نصاب کی مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ ہوں گے تو اس پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(1)السنن الكبرى للبيهقي، ج4،ص233-حديث:7539-

"إذا بلغ الحلى ما تجب فيه الزكاة ففيه الزكاة"۔[1]

جب زیورات اس مقدار کو پہنچ جائیں جس مقدار پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے تو ان پر زکوۃ ہے۔

**ایک اہم سوال:**

مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں جب زیورات پر زکوۃ قرآن وسنت سے ثابت ہے تو پھر صحابہ اور تابعین اور ائمہ و مجتہدین کے درمیان اس مسئلہ پر اِختلاف کیونکر رہا، یا بالفاظ دیگر اس مسئلہ پر صحابہ اور تابعین کے آثار واقوال ایک دوسرے سے مختلف کیوں ہیں۔

**جواب:**

واقعی یہ ایک اہم سوال ہے بلکہ یہ سوال اور یہ مسئلہ دین اسلام کے اُن معرکۃ الآراء مسائل میں سے ایک ہے جن میں ائمہ و مجتہدین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔اس مسئلہ کی نزاکت واہمیت کا عالم تو یہ ہے کہ اس مسئلہ کے حل اور فیصلہ کے لیے ائمہ و مجتہدین حیران ومتحیر رہے اور اس مسئلہ کی اسی اہمیت ونزاکت کے پیش نظر امام الشافعی جیسی ہستی کو استخارہ کرنا پڑا اور بالآخر استخارہ کے ذریعہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ زیورات پر زکوۃ لازم ہے جیساکہ سابقہ سطور میں ہم علامہ شیرازی کے حوالہ سے لکھ آئے ہیں۔ جبکہ امام الشافعی کا ظاہر مذھب اس کے مخالف ہے۔

میرے نزدیک اس فقہی علمی سوال کے مندرجہ ذیل جوابات ہیں۔

پہلا جواب تو یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ کے حوالہ سے صحابہ اور تابعین سے مروی آثار کی اسانید محل نظر ہیں کیونکہ جرح وتعدیل کے ائمہ میں سے بعض نے ان آثار کے راویوں کی تعدیل بیان کی ہے جبکہ بعض نے ان آثار کے راویوں کی تجریح بیان کی ہے جیساکہ ہم گزشتہ سطور میں اس کی تحقیق بیان کر آئے ہیں اور اصول یہ ہے کہ جب کسی سند کے راویوں پر جرح بھی کی گئی ہو اور تعدیل کے اقوال بھی موجود ہوں تو فیصلہ تعارض کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور جب کسی راویت میں تعارض ہو تو وہ کسی مسئلہ کے ثبوت کے لیے دلیل نہیں بن سکتی اور جب تک تعارض دور نہ ہو وہ موقوف عن العمل ہوتی ہے جیساکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تھذیب التھذیب کے مقدمہ میں لکھا ہے۔[2] اسی لیے ابوعبید نے کہا کہ ہمارے نزدیک ابن مسعود کے سوا کسی صحابی سے زیورات پر زکوۃ کے قول کی روایت صحیح نہیں ہے۔[3] اور اسی لیے جب حضرت حسن البصری سے اس حوالہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس حوالہ سے ہم تک کوئی

(1)مصنف ابن ابی شیبة/رقم الحديث:10172-

(2)تھذيب التهذيب، 5/1-

(3)كتاب الاموال لابن عبيد، 106/2--

چیز نہیں پہنچی البتہ میں زیورات پر زکوۃ دیتا ہوں۔[1] اسی طرح ابن حزم نے کہا زیورات پر زکوۃ کے حوالہ سے صحابہ سے منسوب اقوال میں سے صرف حضرت ابن مسعود کے قول والی روایت ہی صحیح ہے۔[2]

پھر اگر ان آثار کی اسناد کو صحیح بھی مان لیا جائے جیساکہ بعض ائمہ نے ان اسناد کی توثیق کی ہے تو پھر بھی یہ آثار زیورات پر زکوۃ اور عدم زکوۃ کی دلیل نہیں بن سکتے کیونکہ اصول یہ ہے کہ جب روایات میں تعارض و تخالف ہو اور ان کے درمیان تطبیق کی صورتوں میں سے کسی صورت میں تطبیق پیدا نہ کی جاسکتی ہو تو ایسی صورت میں بھی روایات موقوف عن العمل ہو جاتی ہیں لھذا مذکورہ اصول کی روشنی میں جب ہم زیورات پر زکوۃ کے جواز اور عدم جواز پر مبنی مرویات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس حوالہ سے دستیاب مرویات ایک، دوسرے سے معارض و مخالف نظر آتی ہیں لھذا اسی وجہ سے زیورات پر زکوۃ کے بارے میں مروی تمام آثار موقوف عن العمل ہو گئے اور جب موقوف عن العمل ہو گئے تو ان پر عمل کرنا ضروری نہ رہا۔ لھذا اس صورت میں زیورات پر زکوۃ کے بارے میں موجود صریح آیات و آحادیث ہی اس قابل ہیں کہ ان کے عموم واطلاق پر عمل کیا جائے اور زیورات پر زکوۃ کی ادائیگی لازم قرار دی جائے۔ جیساکہ ابن حزم وغیرہم نے کہاہے۔[3]

دوسرا جواب یہ ہے کہ میرے نزدیک زیورات پر زکوۃ کے باب میں صحابہ وتابعین سے مروی آثار میں جو تعارض و تخالف بظاہر ہمیں دکھائی دیتا ہے حقیقت میں ان کے درمیان کوئی تعارض و تخالف نہیں ہے کیونکہ اس تعارض و تخالف کو بذریعہ تطبیق دور کیا جاسکتا ہے۔

مثلا اس مسئلہ میں صحابہ وتابعین سے تین طرح کے آثار واقوال مروی ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگر زیورات بقدر نصاب ہوں تو ان پر زکوۃ واجب ہے اور ان حضرات کا اس بارے میں صرف یہی ایک قول ہے۔ جیساکہ ہم گزشتہ سطور میں بیان کر آئے ہیں

دوسرا قول یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ نہیں ہے اور ان حضرات سے بھی اس بارے میں صرف یہی قول مروی ہے۔ جیساکہ ہم گزشتہ سطور میں بیان کر آئے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت امام شعبی، عمرۃ بنت عبدالرحمن، ابو جعفر محمد بن علی، امام حسن البصری اور سعید بن مسیب کا قول یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ نہیں ہے اور ان حضرات سے بھی صرف یہی ایک قول مروی ہے۔

---

(1) ایضا۔

(2) المحلی بالآثار 184/4۔

(3) ایضا، 194/4

تیسرے قول کے قائلین بعض صحابہ و تابعین سے زیورات پر زکوۃ کے بارے میں دو،دو قول مروی ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ ہے اور ان حضرات سے دوسرا قول یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ نہیں ہے۔اب اس بارے میں جن صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے یہ قول مروی ہے کہ زیورات پر زکوۃ ہے تو یہ قول اپنے معنی میں واضح ہے اور اس قول کی تاویل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کا یہ قول زیورات پر زکوۃ کے بارے میں عمومی آیات و احادیث اور آثار کی عملی تفسیر و تعبیر ہے۔

اور جن حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا یہ قول ہے کہ زیورات پر زکوۃ نہیں ہے تو میرے نزدیک یہ قول بھی اس بارے میں عمومی آیات و احادیث اور آثار کا معارض و مخالف نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد ایسے زیورات ہیں جن کا وزن شرعی نصاب سے کم ہو اور میرے نزدیک یہی تاویل درست ہے کیونکہ اس تاویل سے کسی آیت اور کسی دوسری حدیث اور اثر کی مخالفت لازم نہیں آتی اور اس معنی کے ذریعہ آیات و احادیث اور آثار کے درمیان پایا جانے والا تعارض رفع ہو جائے گا۔

جن حضرات صحابہ و تابعین کے اس بارے میں دو،دو قول ہیں تو میرے نزدیک ان میں بھی کوئی تعارض و تخالف نہیں ہے کیونکہ جس قول میں زکوۃ نہ دینے کا ذکر ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ جب زیور شرعی نصاب سے کم ہو تو اس پر زکوۃ نہیں ہے اور جس قول میں زکوۃ دینے کا ذکر ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ جب زیور شرعی نصاب کے وزن کو پہنچ جائے تو اس پر زکوۃ دینا لازم ہے۔

جیسا کہ "ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنے زیر پرورش اپنی بھتیجیوں کے زیورات کی زکٰوۃ نہیں دیا کرتی تھیں"۔[1]

دوسرا قول یہ ہے کہ "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب زیور کی زکوۃ دے دی جائے تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔[2]

ام المؤمنین کے ان دونوں اقوال میں سے کوئی قول بھی میرے نزدیک باہم معارض و مخالف نہیں ہے اس لیے کہ جس قول میں زکوۃ نہ دینے کا ذکر ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ یتیم بچیاں نابالغ تھیں اور نابالغ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہوتا لھذا یتیم کی پرورش کرنے والے کے لیے یتیم، نابالغ بچوں کے مال سے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے اسی لیے حضرت عائشہ بھی زکوۃ نہیں دیا کرتی تھیں اور جس رایت میں زکوۃ دینے کا ذکر ہے تو اس سے مراد یہی ہے کہ جب زیور شرعی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس پر زکوۃ دینا لازم ہے۔

---

(1)مؤطا امام مالک،رقم الحدیث:250-

(2)سنن الدارقطنی،رقم الحدیث:1956-

اسی طرح "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیورات پر زکوۃ کے بارے میں دو روایتیں مروی ہیں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ زیورات میں زکوۃ نہیں ہے۔[1] اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے خزانچی حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کے زیورات کی زکٰوۃ ہر سال ادا کرتے رہیں۔ اور ابو عبید نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تین بیٹیوں کے چھ ہزار دینار کے زیورات بنائے تھے اور وہ ہر سال اپنے غلام جلید کو ان زیورات کی زکٰوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے"۔[2]

میرے نزدیک حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ دونوں روایتیں بھی باہم معارض و مخالف نہیں ہیں کیونکہ جس روایت میں زیورات پر زکوۃ کی ادائیگی کا ذکر ہے اس کا معنی یہی ہے کہ وہ زیور شرعی نصاب کی مقدار کو پہنچ چکا تھا یا اس سے زیادہ تھا لھذا آپ رضی اللہ نے اس پر زکوۃ کی وصولی کا حکم فرمایا اور جس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ زیورات پر زکوۃ نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے ایسے زیور پر زکوۃ نہیں ہے جو شرعی نصاب کی مقدار کو نہ پہنچے۔

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ سے بھی زیورات پر زکوۃ کے حوالہ سے دو روایتیں ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے فرمایا زیورات میں زکوۃ نہیں ہے۔[3] اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک آدمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے زیورات پر زکوۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیورات میں زکوۃ نہیں ہے تو اس آدمی نے کہا اگرچہ زیورات ایک ہزار دینار کے وزن کو پہنچ جائیں تو آپ نے فرمایا یہ تو بہت زیادہ ہے۔[4]

دوسری روایت میں ہے کہ "حضرت جابر بن عبد اللہ نے فرمایا کہ انھیں عاریتا دیا جائے اور پہن لیا جائے"۔[5]

میرے نزدیک ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض و تخالف نہیں ہے کیونکہ جس روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیورات پر زکوۃ نہیں ہے تو اس سے مراد یہی ہے کہ ایسے زیورات پر زکوۃ نہیں ہے جن کا وزن شرعی نصاب کو نہ پہنچا ہو اور جس روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ سے جب زیورات کی زکوۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو

---

(1)السنن الكبرى للبيهقي، حديث: 1967-

(2) كتاب الاموال لابن عبيد، 99/2-

(3)سنن الدارقطني، حديث: 1955-

(4)السنن الكبرى للبيهقي، حديث: 7539-

(5)مصنف ابن ابی شيبة، حديث: 10177-

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیورات پر زکوۃ نہیں ہے تو سائل نے کہا اگرچہ زیورات ایک ہزار دینار کے وزن کے برابر ہوں تو آپ رضی اللہ عنی نے فرمایا یہ تو زیادہ ہے یعنی اس پر زکوۃ ہو گی کیونکہ یہ مقدار شرعی نصاب کو پہنچ گئی ہے۔

## خلاصہ تحقیق:

1۔اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے کہ زیورات پر وجوب زکوٰۃ کے قائلین کی رائے زیادہ قوی، موزوں، صائب اور درست ہے اور زفرضیت کٰوۃ کے عام اصولوں سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔

2۔قرآن واحادیث میں زکوۃ کے بارے میں موجود آیات واحادیث عام اور مطلق ہیں ان آیات واحادیث کی کسی دوسری آیت یا حدیث سے کسی قسم کی کوئی تقیید و تخصیص بیان نہیں کی گئی لھذا ان آیات واحادیث کے عموم واطلاق کا تقاضا یہی ہے کہ ہر قسم کے مال پر زکوۃ فرض ہو اور زیورات بھی دیگر اموال زکوۃ کی طرح مال ہی ہیں کیونکہ ان کے استعمال سے ان کی قیمت میں کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی جیسے دیگر اشیائے ضروریہ استعمالیہ کی قیمت کم ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات زیورات کی قیمت اس قیمت سے بڑھ جاتی ہے جس قیمت پر یہ خریدے گئے تھے۔

3۔زیورات پر زکوۃ کے بارے میں صرف پانچ صحابہ عدم وجوب زکوۃ کے قائل تھے جس کا مطلب ہے پانچ سے زیادہ صحابہ وجوب زکوۃ کے قائل تھے جیسا کہ امام الزیلعی نے لکھا ہے۔[1] اور قاعدہ یہی ہے کہ جمہور کی رائے ہی زیادہ صائب اور درست ہوتی ہے۔

4۔زیورات پر زکوۃ کے بارے میں ائمہ و مجتہدین میں سے امام الشافعی اور امام احمد بن حنبل سے دو،دو قول مروی ہیں۔ جس میں سے ان حضرات ائمہ کا ایک قول یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ واجب ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے گویا کہ اس مسئلہ میں ان حضرات کی طرف سے ہم تک ان کی کوئی حتمی رائے نہیں پہنچی اور یہ بات بھی ہم پیچھے علامہ الشیرازی کے حوالہ سے بیان کر آئے ہیں کہ اس مسئلہ میں امام الشافعی علیہ الرحمۃ نے استخارہ کیا اور بالآخر وہ بذریعہ استخارہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ زیورات پر زکوۃ واجب ہے۔اب ایسی صورت میں ان ائمہ کے اقوال ہمارے لیے رہبر ورہنماء نہیں بن سکتے۔

رہے امام مالک علیہ الرحمۃ تو انہوں نے مدینہ منورہ سے انتہاء درجہ کی محبت کی وجہ سے تعامل اھل مدینہ کو اپنے مسلک کی حجت اور بنیاد قرار دیکر اپنی فکر کو محدود کر لیا جبکہ ان کے زمانہ تک بہت سارے صحابہ اور تابعین مدینہ منورہ سے نکل کر دیگر علاقوں میں آباد ہو چکے تھے جن کی مرویات واجتہادات سے وہ استفادہ نہ کر پائے یہی وجہ ہے کہ زیورات پر

(1)نصب الراية،2/375-

زکوۃ کے مسئلہ میں انہوں نے صرف اھل مدینہ کے تعامل کو حجت قرار دیا جس کی وجہ سے بہت ساری آیات واحادیث پر عمل کوانہوں نے چھوڑ دیا لھذا میرے نزدیک ان کی رائے بھی اس مسئلہ میں ہماری رہنمائی نہیں کرتی۔

اب ائمہ و مجتہدین میں سے صرف فقہائے احناف اور اھل الظواہر یعنی ابن حزم وغیرہم باقی رہ گئے جو کہ زیورات پر وجوب زکوۃ کے قائل ہیں اور ان حضرات سے اس بارے صرف یہی ایک قول مروی ہے کہ زیورات پر زکوۃ واجب ہے لھذا اس مسئلہ میں انہیں حضرات کا قول ہی صائب اور درست ہے۔

5۔ پھر یہ کہ مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے ہاں بھی ان زیورات پر زکوۃ لازم ہے جو کنز اور ذخیرہ کے طور پر رکھے گئے ہوں اور ان کے مالک انہیں زر نقد تصور کرتے ہوں تو ان زیورات پر بھی زکوۃ لازم ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں۔

"من كَانَ عِنْدَه تِبْرٌ أَوْ حُلِيٌّ مِنْ ذَهب أَوْ فِضّة وَلَا يَنْتَفِعُ به لِلُّبْسِ فَإِنَّ عَلَيه فِيه الزَّكَاة فِی كُلِّ عَامٍ يُوزَنُ فَيُؤْخَذُ رُبْعُ عُشْرِه إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ مِنْ وَزْنِ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا أَوْ مِاءَتَیْ دِرْهم فَإِنْ نَقَصَ مِنْ ذَلِکَ فَلَيْسَ فِيه الزَّكَاة"۔(1)

جس کے پاس چاندی کے پترے اور سونے اور چاندی کے زیورات ہوں اور وہ پہننے کے مصرف میں نہ آتے ہوں تو ان پر ہر سال زکوۃ واجب ہے اور وزن کرکے چالیسواں حصہ زکوۃ میں لیا جائے گا الایہ کہ وزن بیس دینار یا دوسو درہم سے کم ہو، تو پھر زکوۃ نہیں ہے۔

امام النووی لکھتے ہیں:۔

ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر زیورات بناتے وقت کسی قسم کا ارادہ نہ تھا یعنی نہ حرام استعمال کا ارادہ تھا، نہ مکروہ اور نہ مباح استعمال کا ارادہ تھا۔ بلکہ مقصد ان کا کنز بنانا اور ذخیرہ کرنا ہو تو صحیح مسلک یہی ہے کہ اس پر زکوۃ واجب ہے اور یہی جمہور فقہاء کا قطعی فیصلہ ہے۔

اگر زیورات پر وجوب زکوۃ کے بارے میں فقہائے مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کا بیان کردہ مذکورہ بالا اصول ہی مد نظر رکھ کر فیصلہ کیا جائے تو بھی زیورات پر وجوب زکوۃ کے قائلین کی رائے ہی زیادہ درست اور صائب دکھائی دیتی ہے کیونکہ امراء میں زیورات دو مقاصد کے لیے ہی بنائے جاتے ہیں ایک کنز بنانا دوسرا بڑائی کا اظہار کرنا جو عام طور پر حد اسراف کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔

---

(1)الباجی،سلیمان بن خلف، ابو ا لولید،المنتقی شرح الموطا ،مطبعه السعادة،مصر،107/2۔

# مصادر مراجع


1-القرآن الکریم

2-ابن منظور ،افریقی ، محمد بن مکرم بن علی ،(1414ھ)لسان العرب،دار صادر،بیروت-

4-البابرتی، محمد بن محمد بن محمود، أکمل الدین ،العنایة شرح الھدایة،دارالفکر-بیروت

5-الدسوقی، محمد بن أحمد بن عرفة ،حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر،دار الفکر- بیروت

6-الشرنبلالی،حسن بن عمار بن علی،المصری، الحنفی،مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،المکتبة العصریة-

7-ابن حزم ، علي بن أحمد بن سعید،الأندلسي ،القرطبي ،الظاهري، المحلی بالآثار، دار الفكر،بیروت-

9-النووی،یحیي بن شرف،ابو زکریا،محیي الدین،المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار إحیاء التراث العربي-بیروت،

10-سجستانی ،سلیمان بن اشعث ،ابوداؤد، سنن ،المکتبة العصریة، صیدا،بیروت-

11-الدارقطني، علي بن عمر بن أحمد،ابو الحسن (1424ھ)سنن ، مؤسسة الرسالة، بیروت ، لبنان-

13-البیهقي ، أحمد بن الحسین بن علي بن موسی(1424ھ)السنن الکبری، دار الکتب العلمية، بیروت،لبنات-

14-ابن قدامه ، موفق الدین عبد الله بن أحمد،ابومحمد (1388ھ)المغنی، مکتبة القاهرة-

15-النووی، یحیي بن شرف، أبو زکریا،محیي الدین،المجموع شرح المهذب،دارالفکر- بیروت

16-مالك بن أنس، الأصبحي، المدني(1406ھ)مؤطا،دار الکتب االعلمیه،بیروت-

17-الشافعی،محمد بن ادریس،المسند،لبنان،دار الکتب االعلمیه،بیروت-

18-ابن ابی شیبه،عبد الله بن محمد بن إبراهیم(1409ھ)المصنف في الأحادیث والآثار،مکتبة الرشید،الریاض-

19-الصنعانی ،عبد الرزاق بن همام بن نافع،ابوبکر،مصنف،4المکتب الاسلامی،بیروت-

20-الذهبي،محمد بن أحمد بن عثمان،شمس الدین ،میزان الاعتدال فی نقد الرجال،دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت-

21-الفاسي، الحمیري ،علي بن محمد بن عبد الملك الكتامي، بیان الوهم والإیهام في کتاب الاحکام، دار طیبة ، الریاض-

22-العسقلانی، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر ، التلخیص الحبیر فی تخریج الاحادیث الرافعی الکبیر،موئسسة قرطبة-

23-ابو عبید(م224ھ) القاسم بن سلام،کتاب الاموال، دار الھدی النبوی-مصر،

24-العسقلانی،احمد بن علی بن حجر،نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر،پاکستان، فاروقی کتب خانه،ملتان -

25-الباجی،سلیمان بن خلف، ابو ا لولید،المنتقی شرح الموطا ،مطبعه السعادة،مصر-